



سوال

(118) آیت فلا یظہر علی غیبہ کا مطلب

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم مغیبات نہیں تھا۔ تو آیت کریمہ:

فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۚ ۲۶ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ لَيَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا -- سورة الجن ۲۶-۲۷

جن کا کیا مطلب ہے اور آیت میں استثناء الامن ارتضیٰ من رسول متصل ہے یا منقطع؟ اور آیت میں اضافت علی غیبہ کونسی اضافت ہے عہدی یا استغراقی یا جنسی اور یہاں غیب سے کیا مراد ہے۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض مغیبات کا علم بذریعہ وحی تھا نہ کہ کل کا۔ ہاں یہ بات باقی رہی کہ بذریعہ وحی جو علم حاصل ہو اس کا نام علم غیب رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔ سو اس کے متعلق پہلے سوال کے جواب میں تفصیل ہو چکی ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا نام علم غیب ہو یا نہ آیت: **فلا یظہر علی غیبہ احد** میں مستثنیٰ منہ میں من ارتضیٰ من رسول مستثنیٰ داخل ہے۔ پس استثناء متصل ہو گئی شاید کہا جائے کہ استثناء متصل کے یہ معنی ہیں کہ مستثنیٰ منہ کا حکم یہاں اظہار علی الغیب (غیب پر مطلع کرنا) کی نفی ہے۔ اس سے مستثنیٰ کو خارج کیا ہے۔ تو اظہار علی الغیب اس کے لیے ثابت ہو گیا۔ اور اظہار علی الغیب کو غیر پر مطلع ہونا لازم ہے اور غیب پر مطلع ہونا یہی علم غیب ہے۔ پس استثناء متصل ہونے کی صورت میں ضروری ہے کہ اس کا نام علم غیب ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو اس کا نام علم غیب نہیں رکھتے ان کے نزدیک صرف علم غیب پر مطلع ہونا علم غیب نہیں۔ بلکہ ان کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ کسی کے بتلانے سے نہ ہو۔ دلیل ان کی یہ آیت کریمہ ہے۔

قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَیْبَ إِلَّا اللّٰهُ -- سورة النمل 65

جو پہلے سوال کے جواب میں گزر چکی ہے۔ اس میں مطلقاً علم غیب کی نفی غیر سے کر دی ہے۔ خواہ رسول ہو یا اور اور خواہ علم وکلی ہو یا جزئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ بذریعہ وحی علم ہوتا ہے اس کا نام علم غیب نہیں۔ اس کے علاوہ نور الانوار اصول فقہ حنفیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ مستثنیٰ میں کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ مستثنیٰ منہ کے حکم کا اس لیے نہ اثبات ہوتا ہے نہ نفی ملاحظہ ہونور الانوار بحث اقسام کا بیان ص 240 پس یہ کہنا کہ اظہار علی الغیب کی نفی سے مستثنیٰ کو خارج کیا۔ تو اظہار علی الغیب اس کے لیے ثابت ہو گیا۔ اصول فقہ حنفیہ کی رو سے غلط ہے اور اپنے اصول سے ناواقفی پر مبنی ہے۔ ہاں شافعیہ کے اصول سے مستثنیٰ میں حکم ثابت ہوتا ہے



مگر حنفیہ کو یہ مفید نہیں۔ پس ان کو کسی اور دلیل سے ثابت کرنا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی جو کچھ علم ہوتا ہے اس کو علم غیب کہتے ہیں۔ یہ تفصیل استثناء متصل کی بناء پر ہے اور اگر منقطع بنائی جائے تو پھر معاملہ اور صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ استثناء منقطع میں مستثنیٰ منہ میں مستثنیٰ داخل نہیں ہوتا۔ تو بذریعہ وحی حاصل شدہ علم کا نام علم غیب کس طرح ثابت ہوگا۔

اور کہا جائے استثناء میں اصل متصل ہے نہ منقطع۔ پس اس کو استثناء منقطع بنانا ٹھیک نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک استثناء متصل اصل ہے مگر یہاں استثناء منقطع کا قرینہ موجود ہے۔ وہ یہ کہ اس کے بعد کی عبارت:

فَاِنَّهُ لِيَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا--سورة الجن 27

میں ”ف“ کو بعض سبب سے بنااتے ہیں۔ لیکن سمیت کے معنی واضح نہیں۔ ہاں من راتضیٰ کا من شرطیہ یا موصولہ متضمن معنی شرط بنایا جائے اور ”ف“ جزائیہ تو یہ بالکل ٹھیک ہے اور اس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے :-

لَنْتَ عَلَيْنُمْ مُمْسِكِينَ ۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلَّىٰ وَكُفِّرْ ۲۳ فَيُعَذِّبُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَلِيمَ --سورة الفاشية 22-23-24

”آپ کچھ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔ ہاں! جو شخص روگردانی کرے اور کفر کرے۔ اسے اللہ تعالیٰ بہت بڑا عذاب دے گا“

اس آیت میں الاستثناء منقطع ہے۔ اور آیت الامن راتضیٰ بھی اسی قسم کی ہے۔ پس اس کو استثناء منقطع بنانا ہی ٹھیک ہے۔ رباعی غیبہ کی اضافت کے متعلق سوال کہ یہ کیسی ہے۔ سوال کا جواب بھی نمبر اول میں نکل سکتا ہے۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض مغببات کا علم بذریعہ وحی تھا تو معلوم ہوا کہ یہ اضافت جنس ہے۔ کیونکہ جنسی ایک فرد میں بھی ہو سکتی ہے اور زیادہ میں بھی اور عمد ذہنی بھی ہو سکتی ہے عمد خارجی اور استغراق نہیں ہو سکتی استغراقی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کل مغببات کا علم نہیں۔ اور عمد خارجی اس لیے کہ رسول کو کسی معین شے کی وحی نہیں ہوتی۔ بلکہ حسب ضرورت کبھی کسی شے کی وحی ہوتی ہے کبھی کسی شے کی۔ ہاں باہن معنی عمد خارجی ہو سکتی ہے کہ غیب کی دو قسمیں کردی جاتیں ایک وہ جس کو مخلوق میں سے بھی کوئی جانتا ہو جیسے ہر ایک کا مافی الضمیر غیب ہے۔ مگر وہ خود جانتا ہے (دوم) مخلوق میں سے بغیر اطلاع خداوندی کوئی نہیں جانتا اور اضافت سے اس خاص کی طرف اشارہ ہو۔ پس اس معنی سے یہ اضافت عمد خارجی ہو سکتی ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج 1 ص 213

محدث فتویٰ